پیش لفظ

یہ کتاب ان سلسلہ ہائے مضامین کی ایک کڑی ہے جو گیارہ ستمبر کے بعد مختلف اوقات میں املا کرائے گئے ہیں۔ زندہ قومیں اپنے خلاّقی رویے اور نصرت الٰہی کے سہارے سنگین بحران کو بھی حیرت انگیز امکانات میں بدل سکتی ہیں۔

اب تک مسلم اہل فکر عظمتِ رفتہ کی بازیابی کا محض نعرہ بلند کرتے رہے ہیں۔ گزرے وقتوں کو اس طرح یاد کرنا کہ قومیں اس نیم رومانی ماحول کی اسیر ہو جائیں، یہ رویہ نہ صرف یہ کہ انہیں حال سے فرار پر مجبور کرتا ہے بلکہ ان کے دل و دماغ میں مستقبل کے سلسلے میں موہوم اندیشوں کو بھی جنم دیتا ہے۔ ماضی اگر حال کے جائزے پر آمادہ نہ کرے اور اس سے مستقبل کو بہتر بنانے کا حوصلہ نہ ملے تو قومیں ماضی کی اسیر ہو جاتی ہیں اور ایسی قوموں کو معاصر دنیا میں اپنے لئے کوئی مفید رول دکھائی نہیں دیتا۔ بدقسمتی سے ہم مسلمان ماضی کا اسی نیم رومانی انداز سے تذکرہ کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

''مستقبل کی بازیافت'' میں ان عوامل کی نشاندہی کی کوشش کی گئی ہے جن کے ذریعے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ایک بار پھر دنیا کی سیادت پر فائز ہو سکتے ہیں۔ وہ بات جس کی طرف ہم دعوت دے رہے ہیں کوئی نیا نسخہ نہیں بلکہ کتاب و سنت کی طرف واپسی کی وہی دعوت ہے جو گزشتہ صدیوں میں بھی مسلم اہل فکر کی طرف سے دی جاتی رہی ہے البتہ اب تک کتاب و سنت کی طرف واپسی کی تحریکیں اگر اپنے مقاصد میں ناکام رہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ خود اس صدائے انقلاب کے بلند کرنے والوں پر واپسی کے اسرار و عواقب واضح نہیں تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام حضرات کتاب کی طرف واپسی کے نام پر اپنے اپنے فقہی خیموں کے استحکام کی دعوت دیتے رہے۔ انسانوں کی تشریح و تعبیر سے ماوراء، متقدمین کی زمانی اور مکانی فہم و بصیرت سے پرے، وحی ربانی سے راست اکتساب ہمارے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ معاصر تاریخ میں ایسے مفکرین کی کمی نہیں جو زندگی بھر قرآن مجید کے علمی مطالعہ میں مشغول رہے بلکہ جاتے جاتے انہوں نے ضخیم مجلدات پر مشتمل تفسیروں کا انبار بھی چھوڑا لیکن اس کے باوجود وہ آخری لمحہ تک حنفی یا شافعی بنے رہے۔ بھلا جب چالیس پچاس سال کا قرآنی مطالعہ بھی ہمیں قرآن مجید سے راست اکتساب پر آمادہ نہ کر سکے اور ہم خود کو اس بات پر مجبور پائیں کہ اپنی عملی زندگی میں فقہائے متقدمین کی فہم و بصیرت کی تقلید کریں اور ان سے سرِ مو انحراف کو نقیض ایمان جانیں تو پھر نصف صدی کے قرآنی مطالعہ کو محض علمی تفنن و طبع کے علاوہ اور کیا کہا جا سکے گا۔ اس بات پر ایمان

کے باوجود کہ قرآن مجید خدا کی آخری کتاب ہے اور دین کی تکمیل عہد رسالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہوگئی، آخر کیا وجہ ہے کہ بعد کی صدیوں میں آنے والے علماء و مفکرین کو ہم نے اساطینِ دین قرار دے رکھا ہے اور ہم میں سے بعض تو یہاں تک سمجھ بیٹھے ہیں کہ ائمہ اربعہ کا ظہور من جانب اللہ تھا جن کے فہمِ دین سے اختلاف ہمارے ایمان کے لئے سمِ قاتل ہوگا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اپنی تمام تر جلالت علمی اور ورع وتقویٰ کے باوجود اسلام کے یہ مایہ ناز سپوت ہماری ہی طرح انسان تھے جن سے فکری التباسات کا صدور عین ممکن تھا۔ اگر ہم واقعی کتاب وسنت کی طرف واپسی میں سنجیدہ ہیں تو ہمیں صدیوں پر مشتمل ان تعبیری اور تفسیری ادب کو عبور کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا جبھی یہ ممکن ہے کہ وحی کی تجلیوں سے ہماری راہیں اسی طرح منور ہو جائیں جس طرح عہد رسول میں ہوئی تھیں۔

ایک ایسی امت جو نبی آخرؐ اور آپؐ کے متبعین کی قیادت میں محض پچاس ساٹھ سال کے مختصر عرصے میں چہار سمت کچھ اس طرح چھائی جاتی تھی، جس پر آج بھی مورخین انگشت بدنداں ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ وہ صدیوں سے زوال پذیر ہے۔ ہمارے مصلحین اتحاد امت کی کوششوں میں بری طرح ناکام ہیں۔ ہمارے لئے یہ تو ممکن ہے کہ ہم جابر سے جابر دشمنوں کو شکست دے سکیں لیکن جب ایک متبادل نظام کے قیام کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو ہماری تلواریں آپس میں الجھ کر رہ جاتی ہیں۔ ہم میں سے ہر گروہ اپنے فرقے کا اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے مزید چشم پوشی کرنا میرے نزدیک جرم عظیم ہے، کتمان حق ہے۔ لازم ہے کہ اس فکری انتشار کا فی الفور علاج کیا جائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم تفرقہ کی اصل بنیادوں پر تیشہ چلانے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔

یہ مضامین چونکہ مختلف اوقات میں املا کرائے گئے ہیں اس لئے ان میں بعض خیالات کی تکرار شاید کہیں کہیں گراں معلوم ہو۔ یا ممکن ہے اس تکرار سے ان باتوں کو ذہن نشین کرانے میں مدد ملے جو اس کتاب کا ہدف ہیں۔ ان تحریروں کو علمی حوالوں سے بوجھل نہیں کیا گیا ہے تا کہ عام قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔ ہوسکتا ہے بعض بیانات مزید دلائل اور دستاویزی ثبوت چاہتے ہوں، میں نے ایسے تمام دلائل اپنی دراز میں محفوظ کر رکھے ہیں تا کہ مستقبل میں سوال قائم کرنے والوں کی تشفی کی جا سکے اور اس لئے بھی کہ اس خیال کی مزید تشریح وتعبیر میری پیش آمدہ تحریروں میں مل سکے۔

خدا کرے اس مختصر کتاب کی اشاعت سے ان عناصر کی دریافت میں مدد ملے جو قرنِ اول کے مسلمانوں کو اقوامِ عالم کی سیادت پر فائز کرنے کا سبب بنے تھے۔ آمین!

راشد شاز

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۵ء

نئی دہلی۔ ۲۵